بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اس مرتبہ جماعتِ اسلامی ہند کا پانچواں آل انڈیا اجتماع دہلی میں ۸ تا ۱۰ نومبر اس قدر شاندار اور وسیع پیمانہ پر ہوا کہ تقسیم کے بعد سے اب تک کسی اسلامی تنظیم کا اس طرح پر نہیں ہوا تھا گاندھی درشن کے نہایت وسیع مگر الگ تھلگ میدان میں جہاں یہ اجتماع منعقد ہوا ایک اچھا خاصہ شہر آباد ہو گیا تھا۔ جس میں ہر قسم کی دکانیں، رستوران، ہوٹل، پندرہ ہزار کے لگ بھگ مرد و زن مندوبین کی قیام گاہیں جماعت اسلامی کے دفاتر، نہایت وسیع پنڈال، شفاخانہ، اور دارالطعام وغیرہ برپا تھے، دور دراز کے مندوبین اسپیشل ٹرین اور مستقل بسوں کے ذریعہ دہلی پہونچے، جو میدان میں قطار در قطار کھڑی ہوئی ہر شخص کے لیے جاذبِ توجہ تھیں، اور اس لحاظ سے یہ اجتماع بالکل منفرد تھا کہ مندوبین کی اس نہایت وسیع تعداد کے ساتھ ہی عرب ممالک، افریقہ، امریکہ، اور جنوب مشرقی ایشیا کی اسلامی جماعتوں اور تنظیموں کے نمائندہ حضرات کی ایک قابلِ ذکر تعداد نے بھی اس میں شرکت کی اور تقریریں کیں، جماعتِ اسلامی کے امیر جناب مولانا محمد یوسف صاحب نے جو خطبۂ صدارت پڑھا وہ بھی نہایت پُر مغز، مدلل، معتدل و متوازن اور بصیرت افروز تھا، آج کل کے حالات میں اتنا بڑا اجتماع کرنا خصوصاً جبکہ حکومت کا کوئی تعاون نہ ہو، سخت صبر آزما اور دشوار کام ہے۔ لیکن جماعت جس خوبی۔ خوش سلیقگی اور نظم و ترتیب سے اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئی ہے وہ اُس کے کارکنوں کے اخلاص، ولولہ و جوش اور عزم و ہمت کی روشن دلیل ہے۔ جس پر وہ بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ہندوستان میں جو اسلامی تنظیمات کام کر رہی ہیں جماعت اسلامی نسبتہً اُن میں کم عمر ہے اور وہ شروع سے ہی اپنوں اور غیروں کا ہدف مطاعن اور نشانۂ ملامت رہی ہے۔ لیکن اس کے

باوجود وہ دن دونی رات چوگنی رفتار سے ترقی کی منزلیں طے کرتی رہی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک بامقصد جماعت ہے۔ اس نے اپنا سفر "حکومت الٰہی" کے بے معنی نعرہ سے شروع کیا تھا لیکن اسے جلد ہی اپنی غلطی کا احساس ہوگیا اور اُس نے پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کا قیام اور ہندوستان میں مذہبی شعور و وجدان کا احیا اپنا مقصد بنالیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان میں یہ جماعت قبل از وقت سیاست کے خارزار میں اُلجھ کر رہ گئی اور کوئی شبہ نہیں کہ اس سے اس کی ساکھ اور کارکردگی کو عظیم نقصان پہونچا، اس کے برخلاف ہندوستان کی جماعت اسلامی اب جس مقصد کی حامل ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنے اعمال و افعال کے لیے خدا کے سامنے جوابدہ ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہیئے اور عمل و کردار کے میدان میں اسے اس عقیدے کے مطالبات و مقتضیات کو پورا کرنا چاہیئے، یعنی سیاست ہو یا اخلاق، سماجیات ہوں یا معاشیات بہرحال ہر ایک چیز کی بنیاد خدا پر عقیدہ اور اس کے مطابق احتساب نفس پر قائم ہونی چاہیئے۔ مسلمانوں کے حق میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے پکے اور سچے مسلمان ہوں اور جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے وہ اپنے ضمیر اور روح کی بیداری کو اپنا شعار بنائیں اور لامذہب سیاست سے کنارہ کش رہیں۔ ظاہر ہے ایک مسلمان کے لیے تو یہ پیغام منشاءِ حیات ہے ہی کہ اس کی زندگی اور بقا کا راز اسی میں منحصر ہے، لیکن غیر مسلموں میں بھی ایسے حضرات کثرت سے ہیں جن کے لیے اس پیغام میں دلکشی اور کشش ہے۔ چنانچہ گاندھی جی عمر بھر اسی کا پرچار کرتے رہے سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشن نے اپنی اکثر و بیشتر کتابوں، مقالات اور تقریروں میں اسی پر زور دیا اور اسے سراہا ہے، ایک اور سابق صدر راجندر پرشاد اور لال بہادر شاستری کا مسلک یہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلموں کی ایک خاصی تعداد جماعت اسلامی سے وابستہ ہے اور اس کانفرنس میں ان کی نمائندگی تھی بھی۔

علاوہ ازیں جماعت کے کارکنوں میں خلوص اور ایثار پیشگی ہے، امیر جماعت سے لیکر ایک رضاکار تک ہر ایک کی زندگی سادہ ہے، اپنے مقصد کے ساتھ والہانہ انہماک اور دلچسپی

ہے، پھر جماعت کی تنظیم، اور اس کا تبلیغ و اشاعت کا کام بھی نہایت منضبط اور وسیع ہے، چنانچہ اُردو روزنامہ اور ہفتہ وار انگریزی مجلہ کے علاوہ تقریباً ملک کی ہر زبان میں اس کا لٹریچر شائع ہو رہا ہے، اس کے مبلغین برابر ملک کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ ملکی و قومی مسائل پر آئے دن اِدھر اُدھر سیمینار منعقد ہوتے ہیں جن میں غیر مسلم حضرات بھی حصّہ لیتے ہیں، ان کے اپنے اسکول اور تربیت گاہیں ہیں نوجوان طلبہ اور خواتین سے رابطہ پیدا کرنے اور ان کی تنظیم قائم کرنے کا خاص اور وسیع نظام ہے اس کے علاوہ جماعت کی سوشل خدمات بھی کم نہیں اور وقیع اور قابلِ قدر ہیں، غرض کہ یہ اسباب و وجوہ ہیں جن کے باعث آج جماعتِ اسلامی ہند، ہندوستان میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تنظیم ہے اور اس کی آواز بیرونِ ملک عالمِ اسلام کے مختلف گوشوں میں بھی سنی جاتی ہے۔ اس وقت جماعت کا سب سے بڑا کارنامہ جس پر وہ مبارکباد کی بجا طور پر مستحق ہے یہ ہے کہ وہ اپنے معتدل و متوازن تنقیدی لب و لہجہ کے ذریعہ مسلمانوں میں خود اعتمادی، جذبۂ تعمیر حیات اور اپنے دینی و دنیوی، ملی اور ملکی و قومی مسائل و معاملات پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرنے اور بندھے ٹکے چند نعروں پر انحصار کرنے کے بجائے سنجیدگیٔ فکر سے حالاتِ گرد و پیش کا جائزہ لینے کی امنگ اور ولولہ پیدا کر رہی ہے۔

دسمبر اور جنوری کے مہینے کانفرنسوں اور سیمیناروں کے خاص موسم کا زمانہ ہیں۔ چنانچہ دسمبر میں پہلے حیدر آباد میں ایک وسیع اور کل ہند پیمانہ پر حکومت ہند کی سرپرستی میں اقبال صدی کی تقریبات کا افتتاح ہو رہا ہے، اس کے بعد کلکتہ میں جشنِ میر انیسؔ کی تقریبات ہوں گی پھر جنوری میں گورنمنٹ کے ہی زیرِ اہتمام امیر خسروؔ کے سات سو سالہ جشن ولادت کی تقریبات دہلی میں ہو رہی ہیں۔ راقم الحروف اِن تینوں تقریبات میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کی دعوت قبول کر چکا ہے، اس لیے افسوس ہے برہان کی یہ اشاعت "عہدِ نبوی کے غزوات" کی قسط سے خالی جا رہی ہے۔